شریک مقرر کرانے کے لیے پوری جدوجہد کریں جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔'' ﴿وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ [لقمان] مشرک والدین کا مومن اولاد پر یہ دباؤ ''جهاد فی سبيل الشرک والکفر والطاغوت'' ہے۔ اگر اسی مقصد کے لیے مسلح تصادم ہو جائے تو ''قتال فی سبيل الشرک''۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ﴾ [النساء ۷٦]

یہاں آ کر ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی اصطلاح متعین ہوئی۔ یہ جہاد کی تیسری منزل ہے، جو کسی نظریے اور نظام کی بنیاد پر جہاد ہے۔ اور دینِ اسلام میں وہ نظریہ ''ایمان'' ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: ''اغزُوا باسمِ اللّٰهِ في سَبيلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ'' [صحيح مسلم ۳(۱۷۳۱)]، ''مَنْ قَاتَلَ لِتكونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فهو في سبيلِ اللّٰهِ'' [البخاري ۱۲۳، ۲۸۱۰، ۳۱۲٦، ۷٤۵۸، مسلم ۱٤۹-۱۵۱(۱۹۰٤)]

اسی ایمانی نظریے پر مبنی نظام کے قیام کے لیے کی جانے والی جدوجہد ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے۔

(جاری ہے)

حبیب جالب

حقوق کی جنگ

اس دیس میں لگتا ہے عدالت نہیں ہوتی
جس دیس میں انسان کی حفاظت نہیں ہوتی

مخلوقِ خدا جب کسی مشکل میں پھنسی ہو
سجدے میں پڑے رہنا عبادت نہیں ہوتی

ہم خاک نشینوں سے ہی کیوں کرتے ہیں نفرت
کیا پردہ نشینوں میں غلاظت نہیں ہوتی

یہ بات نئی نسل کو سمجھانی پڑے گی
کہ عریانی کبھی بھی ثقافت نہیں ہوتی

سر آنکھوں پر ہم اس کو بٹھا لیتے ہیں اکثر
جس کے کسی وعدے میں صداقت نہیں ہوتی

پہنچا ہے اگرچہ بڑا نقصان ہمیشہ
پھر بھی کسی بندے سے اطاعت نہیں ہوتی

ہر شخص اپنے سر پہ کفن باندھ کے نکلے
حق کے لیے لڑنا تو بغاوت نہیں ہوتی

اخوت اسلامی: (قسط ۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے کا زمین افضل طبقہ

ابو عبد اللہ

ابو الحسنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: علي بن ابي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة القرشي الهاشمي. صحیح روایتوں کے مطابق آپؓ ۱۲ رجب ۳۰ عام الفیل کو فاطمہ بنت اسد کے بطن سے پیدا ہوئے۔

امام حاکم نے لکھا ہے کہ آپ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ [مروج الذهب، السيرة الحلبيه] علامہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ نے اختلاف نوٹ کیا ہے۔

ابو طالب کے ہاں قحط و ناداری کے زمانے میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے آپؓ کو اور حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کو کفالت میں لے لیا۔ جبکہ ابو طالب نے عقیلؓ کو اپنے پاس رکھا۔ وہ ان کے نزدیک عزیز تھے۔ [تاریخ طبری]

آغوش اسلام میں آمد اور خفیہ تبلیغ: آپؓ نے حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ یا ۱۰ سال تھی۔ آپ نے کبھی کسی بت کی پرستش نہیں کی۔

آپ مسلمان ہونے کے بعد نوعمر ہونے کے باوجود اسلام کا خفیہ اور با اعتماد مبلغ تھے۔ جب حضرت ابوذر غفاریؓ قبیلہ بنو غفار سے مکہ آئے تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھے اور آپ کی دعوت جان سکے۔ کئی روز مسجد حرام میں قیام کیا۔ ہر روز حضرت علیؓ ان کو گھر ساتھ لے جاتے مگر ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھتے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب مکہ کی فضا رسول اللہ ﷺ کے خلاف مسموم ہو چکی تھی۔ تیسرے روز آپؓ نے پوچھا: کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کو یہاں کیسے آنا ہوا؟ کہا اگر تم عہد کرو گے کہ تم میری رہبری کرو گے تو بتاؤں؟ آپ نے یہ شرط قبول کی۔ ابوذر نے دل کی بات بتادی۔ آپؓ نے کہا: یقیناً وہ حق بات ہے اور وہ بیشک اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ جب صبح کو نیند سے بیدار ہو، تو میرے ساتھ ہو لینا۔

راستہ میں اگر کوئی خطرہ محسوس کیا تو میں رک جاؤں گا، جیسے استنجا کے لیے ٹھہر گیا ہوں۔ اگر چلتا رہوں تو میرے ساتھ چلے آنا اور جہاں میں رک جاؤں تم بھی رک جانا۔" چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ وہ آپ کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی گفتگو سنی اور اسی وقت اسلام قبول کیا۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ ارقم بن ارقم صحابی کے گھر میں تشریف فرما تھے۔[بخاری کتاب مناقب الأنصار]

نبی ﷺ کے بستر پر!: قریش کے دارالندوہ (پارلیمنٹ ہاؤس) میں ابلیس کی شرکت میں ۲۶ صفر مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو ہونے والے خطرناک فیصلے سے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو آگاہ کر دیا۔

یاد رہے کہ شیطان، جن اور ابلیس بھی خوبصورت انسانی شکل اختیار کرتے ہیں۔ مدینہ کا ابن صیاد ایک دجال نما بچہ بھی عہد نبوی میں عجیب وغریب خرق عادت باتیں اور کام کرتا تھا۔ دجال بھی اپنے ساتھ اپنی جنت وجہنم لائے گا۔ بارش برسائے گا۔ اسی طرح اسلام کے ان دشمنوں کے خلافِ معمول وعادت حرکتیں استدراج ہیں، جو اللہ ورسول ﷺ کے دشمنوں اور اسلامی احکام کی پامالی کرنے والوں سے بھی خلاف معمول حیرت انگیز حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ انہیں شیطانی چربے کہا جاسکتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کو معجزہ، کرامت اور جادو وشعبدہ بازیوں میں فرق واضح ہونا چاہیے!

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ رات اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور خود آپ ﷺ اپنے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، جہاں سے دونوں کو راتوں رات سفر ہجرت پر نکلنا تھا۔ ایسے خوف وقلق کی حالت میں اپنے آقا ومولیٰ ﷺ اور اس کی پاکیزہ تحریک پر جان جوکھوں میں ڈالتے ہوئے بستر نبوی پر لیٹ گئے، تاکہ محبوبِ دوعالم کی جان بچائے اور ہجرت کا پرخطر سفر مکمل ہو جائے۔

بستر احمد ، شبِ ہجرت یہ دیتا ہے صدا   اے علی ! مردوں کو یونہی نیند آنا چاہیے

اے کاش! اسلام کا ہر بچہ ونوجوان، علیؓ جیسا ہوتا اور ملت ووطن کے لیے خدمت وقربانی پیش کرتا! صبح کو جب آپؓ بستر نبوی سے اٹھے، تو آپؓ کو دیکھ کر تو کریک ڈاؤن کرنے والوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ آپ سے پوچھا تو اطمینان سے فرمایا: "مجھے نہیں معلوم۔" تو وہ لوگ فوراً ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور پوچھ گچھ شروع کر دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حسب الحکم لوگوں تک امانتیں پہنچائیں اور مدینہ کی طرف چل دیا۔ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو پیر جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے، جس پر نبی اکرم ﷺ نے لعاب دہن لگایا، ہاتھ پھیرا تو ایسا ٹھیک ہوا کہ شہادت تک

پیروں میں تکلیف نہ ہوئی۔[ابن هشام ، کنزالعمال، طبقات کبریٰ]

نبی ﷺ نے مواخات مدینہ کے تاریخی موقع پر آپ ؓ کو راجح قول کے مطابق خود اپنا بھائی قرار دیا۔[ترمذی]

دامادِ رسول ہونے کا اعزاز: اوائل محرم ۲ ہجری میں جگر گوشہ رسول فاطمہ الزہراءؓ کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ اور رخصتی جنگ بدر کے بعد ہوئی۔ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:[بخاری باب فرض الخمس ح:۳۰۹۱]

شیخ ابو جعفر طوسی نے لکھا ہے کہ فاطمہ کی شادی کے موقع پر جہیز تیار کرنے، پسند کرنے اور خریداری میں حضرت ابو بکر ؓ کا بڑا ہاتھ تھا۔[الأمالی طبع نحف] اسی طرح ام سلمہ اور عائشہ رضي الله عنهما نے فاطمہ رضي الله عنها کو بناؤ سنگھار کرنے، تکیہ، مسکن اور کپڑے لٹکانے کے لیے ہینگر تیار کرنے میں حصہ لیا۔[ابن ماجہ باب الولیمہ، مگر یہ روایت ضعیف ہے]

آپ ؓ کی معاشی حالت کمزور تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ چکی پیستے پیستے فاطمہ کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے۔ ان کو اطلاع ملی کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام پہنچے ہیں۔ فاطمہ رضي الله عنها رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں مگر آپ ﷺ گھر پہ موجود نہ تھے۔ آپ اپنا مدعا عائشہ رضي الله عنها سے کہہ کر واپس لوٹیں۔ عائشہ رضي الله عنها نے آپ ﷺ سے فاطمہ رضي الله عنه کے آنے کی غرض وغایت بتا دی۔ چنانچہ نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور ہمارے سونے کی جگہ تک آ گئے۔ قصہ کوتاہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دونوں نے جس چیز کی خواہش ظاہر کی ہے اس سے بہتر چیز تم کو نہ بتاؤں؟ جب تم سونے کو جانے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے غلام سے زیادہ کارآمد ہوگی جس کا تم نے سوال کیا ہے۔" [بخاری باب الدلیل علی أن فرض الخمس لنوائب النبی ﷺ، وفضائل الصحابه باب مناقب علیؓ]

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ "کیا میں اہل صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ میں بھوک سے بل پڑ رہے ہیں۔ تمہیں ہرگز نہیں دوں گا۔ میرے پاس ان کے اخراجات کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ان غلاموں کو فروخت کر کے قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔" [مسند أحمد]

اس ایمانی واقعہ میں ان لوگوں کے لیے درس عبرت ہے جو قومی و اجتماعی اموال و ملازمت کو اپنے باپ دادا کی وراثت سمجھ کر رشوت لے کر اقربا و دوست، سیاست پروری کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ اسلام اور آئین پاکستان کی اصول وضوابط کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ پھر الٹے یہ آس و توقع لگائے بیٹھتے ہیں کہ لوگ ہماری ان حرکتوں پر داد تحسین بھی دیں، مگر

ایسا کبھی نہیں ہوسکتا!

دلار اور شفقت کا نام: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت علی، فاطمہ رضي الله عنها کے پاس سے قدرے خفگی میں نکل چلے اور مسجد میں جا کر سو گئے، ادھر نبی ﷺ تشریف لا کر فاطمہ رضي الله عنها سے پوچھا کہ ''تمہارے عم زاد کہاں ہیں؟ کہا کہ ''مسجد میں'' آپ ﷺ مسجد تشریف لائے، دیکھا کہ چادر ان کی پشت سے اتر گئی ہے۔ اور پیٹھ پہ مٹی لگی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے ان کی پیٹھ پر لگی ہوئی مٹی کو صاف کیا اور دو مرتبہ فرمایا''اجلس یا اباتراب!''ابوتراب سیدھے ہو کر بیٹھ جا!'' [بخاری مناقب علی]

غزوہ بدر الکبریٰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کارنامے: حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں برابر کے شریک رہے۔ اور ان میں آپ کی سپہ گری، وشہسواری کھل کر سامنے آئی۔

جنگ بدر رمضان ۲ ھ میں کفار قریش کی طرف سے گرانڈیل تین شہسوار مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔ وہ تھے عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ ان سورماؤں کے مقابلے کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا''حمزہ اٹھو! علی اٹھو! عبیدہ اٹھو! یہ تینوں آپ ﷺ کے خون ورشتہ کے لحاظ سے قریب ترین اور سب سے زیادہ عزیز ومحبوب افراد تھے؛ مگر خطرہ کا وقت اور نازک موقع آیا تو اپنے عزیزوں کو دوسروں کے مقابلہ میں پہلے بڑھایا۔

یہ لوگ دعوت مبارزت کے میدان میں اترے تو کفار کے شہسواروں نے کہا: ہاں یہ لوگ ہمارے جوڑ کے اور ہم نسب ہیں۔ مسلمانوں کے تین شیروں اور کفار کے شیروں کے آپس میں مقابلہ شروع ہوا۔ کوشش کرنے لگے کہ کون اپنے ساتھی کو پہلے موت کے گھاٹ اتارے گا۔ خاک وخون کی اس آنکھ مچولی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مدّ مقابل کو جلد از جلد نقد چکا دیا۔ مگر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی میں مقابلہ برابر کا رہا اور عبیدہ کو سخت چوٹ آئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے لوٹ کر عبیدہ کے مدمقابل کو نمٹایا اور اس کا قصہ تمام کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں پہلا فرد ہوں جو روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور جھگڑا کرنے گھٹنے ٹیک دوں گا۔ راوی قیس کہتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ آیت اتری ﴿یہ جھگڑا کرنے والے دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو بروز بدر مقابلہ کے لیے نکلے: علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم بمقابلہ: شیبہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ'' [بخاری تفسیر باب ۳ ح: ۴۷۴۴] یہ روایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ آپؓ جنگ بدر میں لشکر اسلام کے علم بردار تھے۔ حافظ ابن عسا کر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر اپنی تلوار ذوالفقار حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دی اور اس جنگ کے بعد ان کو ہمیشہ کے لیے بخش دی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: [سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، البدایۃ والنہایۃ]

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ سخت مشکلات میں اپنے خاندان اور دوست واحباب کو آگے رکھتے تھے؛ لیکن عطیات وتحائف اور مال ومتاع کی تقسیم وغیرہ کے مواقع پر پیچھے رکھتے تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو کوئی شکایت نہ تھی؛ بلکہ اپنے لیے اعزاز وباعث افتخار سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کی ان عادات ومعمولات پر عمل کرنا ارباب اقتدار کے لیے گراں ہے۔ اب تو یہ ہوتا ہے کہ مصائب ومشکلات میں اغیار کو اور نوازشات کے موقع پر اپنے لوگوں کو مقدم کرتے ہیں۔ پھر بھی انہیں اصرار ہے کہ "اصلاحِ دوعالم ہم سے ہے۔"

غزوہ احد میں شرکت: ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال مطابق جنوری ۶۲۵ء میں پیش آئی۔ اور تیر اندازوں کی فاش غلطی سے جیتی ہوئی جنگ ہاتھ سے جانے لگی۔ اور شکست کی صورت اختیار کرنے لگی۔ اور دشمنوں کو آپ ﷺ تک پہنچنے کا موقع مل گیا۔ ایک پتھر آپ ﷺ پر زور کے ساتھ لگا جس سے نیچے کا ایک دندان مبارک شہید ہوگیا۔ سر پر چوٹ آئی، جس سے خون بہنے لگا۔ گھمسان کی اس لڑائی میں مسلمانوں کو پتہ نہ چلا کہ آپ کس جگہ پر ہیں۔ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو سہارا دیا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور آپ ﷺ اپنے قدموں پر کھڑے ہوگئے۔

حضرت سہل بن سعدؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کے زخموں کو دھو رہی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لا کر دے رہے تھے۔ جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون رکنے کے بجائے اور تیز ہو رہا ہے، تو چٹائی کا ایک کنارہ نوچ کر جلا ڈالا اور اس کو سر مبارک کے مجروح حصہ میں چپکا دیا، تو خون رک گیا۔ [بخاری کتاب المغازی باب غزوہ أحد]

مؤرخ ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ آپؓ لشکر اسلام کا میمنہ سنبھالے ہوئے تھے۔ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کے بعد علم اسلام آپ ہی نے اپنے ہاتھ میں لیا اور سخت جنگ کی اور بہت سے مشرکوں کو ٹھکانے لگایا۔ [البدایۃ والنہایۃ]

جنگ احزاب میں کفار کا سور ما پچھاڑ دیا: شوال ۵ ہجری مطابق فروری ۶۲۷ء میں جنگ خندق پیش آئی۔